لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ
(دین میں کوئی زبردستی نہیں)

شانِ نزول :- ابوداؤد :- (انصار کی ایک جماعت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی) - (کفر کے زمانے میں) کوئی عورت ایسی ہوتی جس کا بچہ زندہ نہیں رہتا) تو وہ نذر مانتی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہیگا تو وہ اس کو یہودی بنائے گی - جب بنو نضیر کو جلاوطن کرنے کا حکم ہوا تو ان میں چند لڑکے انصار کے بھی تھے - انصار نے کہا : ہم اپنے لڑکوں کو نہ چھوڑیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ((لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ)) (دین [اسلام] میں زبردستی نہیں - ہدایت گمراہی سے واضح ہوچکی ہے -)

اگرچہ اِس آیت کا شانِ نزول ہے لیکن اِس آیت کا حکم عام ہے -

اِكْرَاه ← ك ر ه :- کراہت ، سخت ناپسندیدگی -
کسی کو وہ چیز کرنے کہنا جسے وہ سخت ناپسند کرتا ہو -
دین میں کوئی زبردستی نہیں - کسی کو زبردستی دینِ اسلام کی طرف نہیں لانا ہے -

آیت الکرسی جس میں اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا گیا ، اُسکے فوراً بعد یہ آیت ہے - آیت الکرسی میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں پتہ چلا پھر بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں تو ان پر زبردستی کرنے کا کوئی مطلب نہیں - جسے دینِ اسلام میں آنا ہے وہ آجائیگا -
کچھ لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو اسلام میں داخل کرانے کے لیے جنگیں لڑی تھی -
یاد رہے ! نبی ﷺ نے کبھی بھی جنگ اسلیے نہیں لڑی کہ لوگ زبردستی اسلام قبول کرے ، بلکہ انصاف قائم کرنے جنگیں لڑی تھیں - آخر تک کسی کو بھی زبردستی مسلمان نہیں بنایا گیا تھا - دوسرے مذہبوں میں جنگیں لوگوں کو ان کا مذہب قبول کرنے کے لیے لڑی جاتی تھیں -
اسلام میں لوگوں کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاسکتا لیکن انھیں دین کی دعوت دینا ہے -

بخاری :- ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا - ایک دن وہ بیمار ہوگیا - آپ ﷺ اُس کا مزاج معلوم کرنے کے لیے تشریف لائے اور اُس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا ' اَسْلِمْ ' (مسلمان ہوجا) - اُس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا - باپ وہیں موجود تھا - اس (باپ) نے کہا کہ ابو القاسم ﷺ جو کچھ کہتے ہیں مان لے - چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا - جب نبی ﷺ باہر نکلے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ پاک کا (الحمد للہ) جس نے اِس بچے کو جہنم سے بچالیا -

کچھ مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے - لیکن کچھ علماء نے کہا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے - جبراً کسی کو بھی مسلمان نہیں بنایا جاسکتا - یہ ثابت کرنے کے لیے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے ، علماء نے اِس آیت کے علاوہ اور بھی دلیلیں دی ہیں :
1) الاحقاف : 9 ← " آپ ﷺ کہہ دیجیے ! کہ رسولوں میں سے میں کوئی انوکھا نہیں ہوں ..." یعنی پہلے رسولوں نے جو کیا تھا ویسے ہی میں کر رہا ہوں - کسی بھی رسول نے لوگوں کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا -
2) انسانوں اور جنوں کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے لیے صحیح یا غلط راستہ اختیار کرے لیکن انجام اُس کے مطابق آخرت میں ہوگا - اگر اختیار نہیں دیا جاتا ، لوگوں پر زبردستی کی جاتی تو پھر آزمائش کیسے ہوتی - ویسے بھی آدم ؑ کو جنت سے نکال کر زمین پر اترنے کہا گیا اسی وقت بتایا گیا کہ جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اسکی پیروی کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں ہوگا - اور جو کفر کریگے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی لوگ دوزخ والے ہوں گے
3) اسی آیت کے اگلے حصے میں ہی بتایا گیا کہ دین میں کسی کو داخل کرنے کیوں زبردستی نہیں کیونکہ ہدایت گمراہی سے واضح ہوچکی ہے
4) یونس : 99 ← " اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے - تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہوجائیں -" الغاشیۃ : 21-22 ← " پس آپ نصیحت کردیا کریں (کیونکہ) آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں - آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں " یعنی آپ کسی پر زبردستی نہیں کرسکتے -
الکہف : 29 ← فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے ...)

اسلام میں فطری جبر (کسی کو اسلام قبول کرنے جبر) نہیں کیا جائیگا لیکن قانونی جبر ہے -
یعنی اگر کوئی اسلام قبول کریگا تو اسلامی قوانین کی پیروی کرنا ہوگا -
بہت سارے مسلمان اِس آیت کی غلط تشریح (misinterpret) کرتے ہیں - جب انھیں فرائض کو ادا کرنے کہا جائے تو کہتے ہیں لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ
یاد رہے ! ایک بار اسلام میں آنے کے بعد اُسے اختیار نہیں رہتا کہ وہ دین کے کچھ احکام تو تسلیم کرے اور باقی احکام کا انکار کردے - اور اُسے دینِ اسلام چھوڑنے کا اختیار بھی باقی نہیں رہتا -

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ
(تحقیق ہدایت گمراہی سے واضح ہوچکی ہے)

کسی کو زبردستی دینِ اسلام کی طرف نہیں لانا ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی بالکل واضح ہیں -
ہدایت کو پہچاننے میں کچھ مشکل نہیں ہے - کائنات میں اپنی نشانیوں اور قرآن و سنت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا راستہ بالکل واضح کردیا - سب کچھ کھول کر بتادیا گیا -
اللہ تعالیٰ کے قدرت کی نشانیاں پورے کائنات کے اندر موجود ہیں -
بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ہدایت کا راستہ واضح ہونے کے باوجود شیطان اس پر غفلت کا پردہ ڈال دیتا ہے - اور شیطان کو موقعہ ملتا ہے کہ وہ انسان کو ہدایت سے گمراہی کی طرف لے جائے - یہ اُس وقت ہوتا جب کوئی قرآن و حدیثوں کی غلط تاویلیں کرنے لگتا ہے -

پورے قرآن میں تو ہدایت اور گمراہی کو واضح کیا ہی گیا ہیں لیکن اگر کسی کو آیت الکرسی ہی صحیح سمجھ آجائے جو صرف ایک آیت ہے ، تب بھی وہ کبھی گمراہ نہیں ہوگا -

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ
(پھر جو شخص طاغوت کا انکار کرے)

طاغوت (ط غ ی / ط غ و) ← حد سے گزرنا ، سرکشی
ہر وہ وجود جو بندگی کی حد سے باہر نکلے اور ہر وہ معبود جسکی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے " طاغوت " ہے -

یعنی شیطان ، بت اور تمام اشیاء جن کی عبادت کی طرف شیطان دعوت دیتا ہے -
اگر کوئی مخلوق کے درجے سے نکل کر خالق کے درجے پر پہنچے تو اس نے حد پار کردی -
اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کوئی کسی اور کی عبادت کر رہا ہے تو وہ بھی طاغوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جسکی عبادت کی جارہی ہے وہ بھی طاغوت ہے -
ہر وہ قوت جو انسان کو نیکی سے روکے ، حد پار کرے ، سرکشی کرے ، کفر کرے ، فسق کرے سب اس میں شامل ہیں - ایسے انسان ، لیڈر ، بت ، انسان کا نفس ، ادارے ، گورنمنٹ ، فلسفہ ، معاشرے کے رسم و رواج وغیرہ طاغوت ہیں - طاغوت میں کئی چیزیں آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کہتی ہے - انسان کا اپنا نفس بھی طاغوت ہوسکتا ہے - الجاثیۃ : 23 ← " کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا الٰہ بنا رکھا ہے " اکثر لوگ اپنی خواہشِ نفس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں ، ایسی خواہشِ نفس بھی طاغوت ہے -
کہا گیا کہ کسی ایسے طاغوت کی بات نہیں سننی ہے - اُس کا انکار کرنا ہے - ہر اُس قوت ، ہر اُس شر کا انکار ضروری ہے جو انسان کو ہدایت سے دُور لے جانے والی ہو - انکار صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ عملاً بھی

وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ
(اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے)

یہاں ترتیب دیکھیے - پہلے طاغوت کا انکار کرنے کہا گیا پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان کی بات کہی گئی -
اِس سے پہلی آیت (آیت الکرسی) میں پہلے لَآ اِلٰهَ تمام باطل معبودوں کا انکار کرنے کہا گیا پھر اِلَّا هُوَ سچے معبود (اللہ) پر ایمان لانے کہا گیا - اِسی طرح جب کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو اسے کلمہ پڑھایا جاتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پہلے باطل معبودوں کا انکار پھر سچے معبود پر ایمان -
یہاں بھی اسی طرح بات کہی گئی کہ طاغوت کو پہلے پہچان کر اُس کا انکار کرو - طاغوت کو اپنی زندگی سے بالکل ختم کردو پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ - جب تک طاغوت (غیر اللہ) کی نفی نہ کی جائے اس وقت تک يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ مکمل نہیں ہوسکتا - وہ ایمان میں جم نہیں سکتا - انسان کے اندر استقامت نہیں آسکتی - اللہ تعالیٰ پر ایمان کے لیے دل سے اِسکی تصدیق کرے کہ " کوئی بھی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے " اور زبان سے بھی اقرار کرے اور جو کچھ اللہ نے بتایا ہے اُسے اپنے اعضاء سے اس پر عمل بھی کرے -
اُس وقت کے طاغوت قریشی تھے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کہتے تھے ، لوگوں کو بتوں کی پوجا کرنے کی دعوت دیتے تھے - آج بھی کئی طاغوت موجود ہیں ، ان سب کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے -
(★) يَكْفُرْ اور يُؤْمِنْ دونوں مضارع ہیں یعنی بار بار طاغوتی قوتیں کھینچتی رہیگی اسلیے بار بار اسکا انکار کرتے رہنا ہے اور بار بار اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے -

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى
(تو یقیناً اُس نے ایک مضبوط کڑا تھام لیا)

اَمْسَكَ ← روکے رکھنا / پکڑ لینا / تھامنا / کسی چیز سے چمٹ جانا -
اِسْتَمْسَكَ ← اِس میں اَمْسَكَ کا مبالغہ ہے - یعنی مضبوطی سے پکڑنا -

الْعُرْوَة ← (ع ر و) :- ہر وہ چیز جسے پکڑ کر کوئی لٹک جائے - یعنی کڑا / حلقہ / کسی چیز کا دستہ - جیسے برتن کا دستہ (Handle) یا دروازے کا کڑا (Handle) -
یعنی ہر وہ چیز جس کا سہارا لیا جاسکے ، جس پر اعتماد کیا جاسکے - جیسے اگر کوئی گرنے لگے تو وہ کسی چیز کو پکڑ لیتا ہے - اور وہ ایسی چیز کو پکڑ لیتا ہے جو مضبوط ہو تاکہ وہ گرنے نہ پائے - اور اس کا سہارا ملے -

الْوُثْقٰى ← (و ث ق) : (وَثُوْق ، میثاق اِس سے ہے -) بہت مضبوط ، محکم ، کسی پر اعتماد کرنا -
الْوُثْقٰى - عروۃ کی وجہ سے مؤنث اور اسم تفضیل ہے - اسلیے زیادہ مبالغہ ہے - یعنی بہت زیادہ مضبوط یا بہت زیادہ اعتماد والی چیز
الْوَثَاق و الْوِثَاق ← اس زنجیر (chain) یا رسی کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو کس کر باندھ دیا جائے -

العروۃ الوثقیٰ (مضبوط کڑا) :- کچھ علماء نے کہا اِس سے مراد ایمان ہے - بعض نے کہا اسلام اور بعض نے کہا اِس سے مراد قرآن ہے - اور بعض نے اس سے مراد " لا الٰہ اِلا اللہ " لیا ہے -

بہت ساری طاغوتی قوتیں مسلسل انسان کو ایمان سے دور کرنے کے لیے کھینچتی رہتی ہیں اسلیے ہمیں اُن طاغوتی قوتوں کو دور کرنے کے لیے مسلسل لڑتے رہنا ہیں (يكفر بالطاغوت) اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے - تب جاکر مضبوط کڑے کو مضبوطی سے تھام سکتے ہیں -
ایک عالم نے کہا کہ جو شخص کسی چیز کو تھامنا چاہتا ہے ، وہ اُسکے دستے اور حلقے کو پکڑ لیتا ہے - اِسی طرح جو شخص اِس دین کو تھامنا چاہتا ہے وہ اُن دلائل کو پکڑ لیتا ہے جو اِس دین کی طرف رہنمائی کرے جو بہت واضح ہیں -

پچھلی آیت (آیت الکرسی) میں القیوم کا لفظ تھا جو سب کو تھامے ہوئے ہے ، سب کو سہارا دیئے ہوئے ہے - سب اسی (اللہ تعالیٰ) کے محتاج ہیں - لیکن انسان ہر ظاہر نظر آنے والی چیز کا سہارا لینے لگتا ہے - کبھی وہ مال کو سہارا سمجھتا ہیں ، کبھی اولاد اور کبھی دوستوں کو اپنا سہارا سمجھنے لگتا ہے یعنی مادّی چیزوں کو اپنا سہارا سمجھتا ہے - یہ سارے سہارے کمزور ہیں - کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکتا - اور اگر انکی زندگی میں وہ زندہ رہے بھی تو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھاپا آجاتا ہے - اس وقت وہ خود اپنے آپکو سنبھالنے کے قابل نہیں رہتے تو دوسروں کو کیسے سنبھالے گے - اگر کوئی علم میں مضبوط ہے تو وقت کے ساتھ ساتھ علم بھی ختم ہو جاتا ہے - اُس علم کو بھی وہ بھول جاتا ہے - عقل بھی سہارا نہیں بن سکتی - وہ بھی وقت کے ساتھ جاتی رہتی ہے - اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی چیز مضبوط سہارا نہیں - کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی الحی القیوم ہے - اِسلیے جب تک انسان غیر اللہ کے سہاروں سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا سہارا نہ مانے ، اسکو نہ تھامے ، اس وقت تک وہ مضبوط ایمان کے ساتھ ہدایت کے راستے پر جم ہی نہیں سکتا -
اکثر لوگوں پر جب مشکلات یا مصیبتیں آنے لگتی ہیں تو وہ فوراً بھٹکنے لگتے ہیں حالانکہ اُس وقت اللہ تعالیٰ کے سہارے پر بھروسہ کرنا چاہیے جو اصل سہارا ہے - جیسے کہ غارِ ثور میں مشکل وقت میں آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا " لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا " (غم نہ کر - بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) ← التوبۃ : 40
اِسی طرح فرعون کا لشکر دیکھ کر موسیٰ ؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تھا " اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ، (یقیناً میرا رب میرے ساتھ ہے جو ضرور میری راہنمائی کرے گا) ← الشعراء : 62
اِس درجے کا ایمان مطلوب ہوتا ہے - یاد رہے ! سب سہارے کمزور ہیں - سارے سہاروں سے مایوس ہوکر انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرے - لیکن شیطان انسان کو اللہ تعالیٰ سے مایوس کرکے کسی اور سہارے کی طرف لے جاتا ہے -
جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ کو اپنا سہارا سمجھتا ہے وہ ایمان میں مضبوط ہوتا ہے -

لَا انْفِصَامَ لَهَا
(جو ٹوٹنے والا نہیں)

انْفِصَام ← (ف ص م) :- کسی چیز کا اسطرح ٹوٹنا کہ اسکے حصے الگ نہ ہو بلکہ جڑے رہے - مثلاً درمیان میں دراڑ (crack) پڑ جائے - لیکن وہ الگ نہ ہو -

جس شخص کے ایمان کی بنیاد اللہ کی پہچان پر ہوگی ، جو اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اس کو مانے گا وہ ایسے پکے ایمان والا ہوگا جس میں دراڑ تک نہیں پڑے گی -
یہ سہارا کبھی نہیں ٹوٹے گا - وہ کبھی مایوس نہیں ہوگا - اس کا کبھی بھی نقصان نہیں ہوگا -
وہ دین کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کا مقابلہ کریگا - وہ کچھ بھی چھوڑ سکتا ہے لیکن اپنے رب کو نہیں چھوڑ سکتا -

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ
(اور اللہ خوب سننے والا ، خوب جاننے والا ہے)

اللہ کو سب پتہ ہے کہ لوگ کیا کہتے ہیں اور کیا سوچتے ہیں اور کیا کرتے ہیں -
اللہ اُن کو بھی سُن رہا ہے جو طاغوت کو اپنے سہارے کے لیے پکارتے ہیں - اور اللہ تعالیٰ اُن طاغوت کو بھی سُن رہا ہے جو لوگوں کو اللہ کی نافرمانی کرنے کہتے ہیں -

اللہ تعالیٰ دنیا میں ہر چھوٹی سی چھوٹی چیز (جیسے کہ قرآن میں چیونٹی کی دعا کے بارے میں آتا ہے) کی بھی فریاد سنتا اور سمجھتا ہے اور اس فریاد کو پورا کرنے کی قدرت اور طاقت بھی رکھتا ہے - اللہ باطن کی فریاد بھی اُسی طرح سنتا ہے جسطرح ظاہر کو سنتا ہے - وہ ہر مخلوق کی آواز بیک وقت سننے اور سمجھنے پر قادر ہے - وہ تو پتھر کے اندر چلنے والے کیڑے کے پاؤں کی آہٹ عرش کے اوپر سنتا ہے - اسکی سماعت کی کوئی مثال نہیں - الرعد : 10 ← " تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور بلند آواز سے کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا ہو ، اور جو دن میں چل رہا ہو ، سب اللہ پر برابر ہیں " -
اِسلیے اللہ سے ہی دعا مانگے ، طاغوت سے نہیں -

عَلِيْمٌ ← اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے کہ کون خالص اللہ کی عبادت کرتا ہے اور کون طاغوت کی عبادت کرتا ہے یا کون اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ طاغوت کی بھی عبادت کرتا ہے -
اللہ تعالیٰ کو یہ بھی علم ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کے بتائے گئے ہدایت کے راستے پر چل رہا ہے اور کون طاغوت کے راستے پر چل کر گمراہ ہو رہا ہے -

اللہ تعالیٰ تو ظاہر ، پوشیدہ ، چھوٹی بڑی ، اول آخر ہر ایک کی ساری باتوں کو جانتا ہے -